حضرتِ غمگین شاہجہان آبادی

جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب - حیدر آباد - سندھ

راقم کا ایک مضمون مذکورہ بالا عنوان سے تین اقساط میں "بُرہان" کے مئی، جون اور جولائی سنہ ۱۹۶۰ء کے شماروں میں شائع ہوا تھا۔ اس سے پہلے ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی صدر شعبۂ اُردو، دہلی یونیورسٹی، کا ایک مضمون بہ عنوان "غالب کے چند غیر مطبوعہ فارسی رقعات حضرتِ غمگین کے نام"۔ اُردوئے معلیٰ کے غالب نمبر مطبوعہ فروری سنہ ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا تھا۔ محترم قاضی عبدالودود صاحب بیرسٹر بانکی پور نے ان دو مضامین پر "غمگین دہلوی" کے عنوان سے بُرہان مطبوعہ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء میں چند ناقدانہ استفسارات کئے تھے جو نومبر سنہ ۱۹۶۰ء میں میری نظر سے گذرے۔ تخلیق کے لئے بے لاگ تنقید ضروری ہے، موصوف کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس ضرورت کو محسوس کیا ع

کرم کردی الہٰی زندہ باشی

جوابات کے سلسلہ میں جو تنقید کی گئی اس سے نئی راہیں کھلیں اور نئی نئی باتیں معلوم ہوئیں۔ میر سیّد علی غمگین (م سنہ ۱۲۶۸ھ) کی شخصیت چند سال ہوئے کہ منظرِ عام پر آئی ہے، ظاہر ہے کہ اتنے قلیل عرصہ میں موصوف کی زندگی کے تمام گوشوں پر مکمل تحقیق نہیں ہو سکتی۔ رفتہ رفتہ کہیں جا کر مختلف پہلو اُجاگر ہوں گے اب یہ ہمارا فرض ہے کہ تحقیق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور خوب سے خوب تر کی جستجو میں لگے رہیں۔

محترم قاضی عبدالودود صاحب کے متذکرہ استفسارات کے جوابات قارئینِ کرام کے سامنے ہیں۔ ان کی وہی ترتیب رکھی گئی ہے جو استفسارات کی تھی۔

۱۔ راقم کا ماخذ سیرت الصالحین تھا۔ مؤلف نے "ورود خاندان در ہندوستان" عنوان قائم کرکے اس کے ذیل میں یہ تحریر فرمایا ہے:۔

خاندانِ حضرت جی کے مورثِ خاص اور جدِ امجد حضرت سید الہدیٰ خواجہ احمد صاحب حسنی الحسینی قادری رحمۃ اللہ علیہ کو یہی جذبہ اور عزم مبنی بر للّٰہیت ہندوستان کی طرف لایا۔ بہ عہد بادشاہ جنت آرام گاہ عالم گیر ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ اپنے اہل و عیال کے ساتھ برہان پور پہونچے اور اقامت گزیں ہو گئے۔[1]

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف یا کاتب سے سہو ہو گیا ہے اور بجائے اورنگ زیب عالمگیر لکھنے کے "ثانی" ایزاد کر دیا گیا۔ اورنگ عالمگیر (م ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء) کا دورِ حکومت ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء تا ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء رہا ہے[2] اس لئے اگر سید الہدیٰ خواجہ احمدؒ کا سنہ وفات ۱۰۹۰ھ صحیح ہے تو وہ اورنگ زیبؒ کے عہد میں آتے ہوں گے۔

۲۔ حضرت سید الہدیٰ خواجہ احمدؒ (م ۱۰۹۰ھ) کا اسم گرامی شبیر محمد القادری (م ۱۰۸۱ھ) سے پہلے آتا ہے، اس لئے مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) کے دیباچے میں اُن کا ذکر نہیں آیا۔

صاحب سیرت الصالحین نے شاہ غمگیں کا یہ شجرۂ نسب تحریر کیا ہے:۔

"سید علی بن محمد بن سید احمد بن شاہ پیر بن عبد الرزاق محی الدین بن شبیر محمد قادری بن سید الہدیٰ خواجہ احمد بن سید محمد الیاس شہید بن عبد الکریم ابو الوفا بن نور الدین محمود ابو یحییٰ بن شرف الدین ابو وفا بن تاج الدین ابو الفضل بن محی الدین عبد الرزاق بن زین العابدین بن جمال الدین بن ابو یحییٰ عبد الرحمٰن داؤد بن ابو الفتح سلیمان بن سیف الدین عبد الوہاب بن محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہم اللہ۔"[3]

لیکن میر سید علی غمگینؒ کے خلیفہ سید ہدایت النبیؒ نے جو شجرۂ نسب تحریر کیا ہے وہ اس سے قدرے مختلف ہے۔ موصوف

---

[1] ابراہیم بیگ چغتائی۔ سیرت الصالحین مطبوعہ آگرہ اخبار پریس۔ آگرہ ۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء، ص ۸۰۔

[2] J. C. Powell - Price: A History of India 1958 P. 335-369

[3] میر سید علی غمگینؔ: مکاشفات الاسرار (قلمی) ۱۲۵۵ھ۔

نے اس طرح تحریر کیا ہے:

سیّد علی بن سید محمد بن سید احمد بن سید شاہ پیر بن محی الدین بن شیر محمد قادری بن سیّد احمد بن سیّد شاہ محمد الیاس شہید بن سیّد عبد الکریم یحییٰ بن سیّد نقی ابوالوفا، بن سیّد محمود زکی ابو یحییٰ بن سیّد شرف الدین بن سیّد تاج الدین ابوالفضل بن سید قاسم بن سیّد عبد الرزاق بن زین العابدین بن سیّد جمال الدین بن سیّد تاج الدین یحییٰ بن سیّد عبد الوہاب بن سید ابی حسن عبد الرحمٰن بن ابوالمحاسن بن سیّد ابی محفوظ سیف الدین عبد الوہاب بن محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہم اللہ۔

راقم کی نظر سے کوئی ایسی تاریخ یا تذکرہ نہیں گذرا جس میں شاہ نظام الدین احمدؒ کو "ظالم" لکھا ہو۔ ناقدِ گرامی نے بھی کوئی ایسی سند پیش نہیں کی اور صرف "انشار" کے قول کو حجتِ قاطع تصوّر کیا۔

سر جادو ناتھ سرکار کے جس مکتوب کا اپنے مضمون میں ذکر کر چکا ہوں، اس مکتوب میں موصوف شاہ نظام الدین احمد کے بارے میں یہاں تک تحریر کرتے ہیں۔

....."Shah Sahib was the Pivot on which government and even the destiny of Northern India turned."[۵۱]

میر قدرت اللہ قاسم نے شاہ نظام الدین احمدؒ کے نام کے ساتھ یہ القاب تحریر کئے ہیں:

"سُلالۂ دودمانِ مصطفوی، خلاصۂ خاندانِ مرتضوی، حقائق پژوہ، معارف آگاہ، صفدر شکوہ آصف جاہ ..... میر نظام الدین قادری سلمہ اللہ۔"[۵۲]

ایک ظالم کو اس کا ہمعصر ان القاب سے یاد نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جب کہ وہ تذکرہ نگار کی حیثیت سے لکھ رہا ہو۔ سرور لکھتے ہیں:۔

حقائق و معارف آگاہ سیّد شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دار الخلافہ، تشریح بزرگی و

---

۵۱ جادو ناتھ سرکار: مکتوب محررہ ۱۲ر جون ۱۹۲۶ء

۵۲ قدرت اللہ قاسم:- مجموعہ نغز۔ مرتبہ محمود شیرانی ۱۹۳۳ء، ص ۳۰۰۔

جسب و نسب محتاج بہ تحریر نیست ۔[۱]

شاہ نظام الدین احمدؒ نے تو غلام قادر روہیلہ جیسے ظالموں کا مقابلہ کیا ہے ۔ بابو رگھناتھ داس لکھتے ہیں :۔

" شاہ نظام الدین احمد نے جو مادھوجی کی طرف سے دہلی میں تعینات تھے ، بڑی بہادری کے ساتھ غلام قادر کا مقابلہ کیا "[۲]

البتہ انگریز مورخوں نے ان کا نام عزت سے نہیں لیا ہے ۔ چناں چہ جارج کین (George Keen) نے ایک جگہ آپ کا تذکرہ اس طرح کیا ہے :۔

...." Shah Nizamuddin Ahmed a creature of Sindias." ....[۳]

اس کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ آپ کے خاندان کو بمقتضائے حب الوطنی انگریز غاصبوں سے سخت دشمنی تھی ۔ چناں چہ میر سید علی غمگین نے اپنے خاندان کو یہ وصیت فرمائی تھی :۔

" گاہے نوکری فرنگی نہ کنند ، اگر از بہم نہ رسیدن نان ، جاں بہ لب آمدہ باشد نوکری کفار فرنگ نہ کنند "[۴]

میر سید علی غمگین نے شاہ نظام الدین احمد کی مدح میں یہ رباعی کہی ہے :۔

عموی میرے جو شہ نظام الدین تھے ۔۔۔ اس عہد کے شیخ اُن کے خوشہ چین تھے

ظاہر میں تھے گو تلون دنیا میں ۔۔۔ باطن میں مگر وہ صاحب تمکین تھے

شاہ نظام الدین احمد کے پڑپوتے ، علاؤ الدولہ ، یمین الملک ، نواب سید محی الدین خاں استقامت جنگ

---

۱ سرور : عمدہ منتخبہ ۔ عکس انڈیا آفس لائبریری ۔ لندن ۔ ورق ۳۹۲

۲ بابو رگھوناتھ داس : تاریخ سندھیہ مطبوعہ مفید عام پریس ۔ آگرہ ۱۹۰۷ء

۳ H. G. Keen: The Fall of the Mughal Empire. A.D. 1876. P. 159

۴ میر سید علی غمگین : وصیت نامہ ۱۹۲۴ء (قلمی)

اپنی سوانح عمری میں موصوف کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

....."My great father Syed Nizamuddin shah alias shah jee is a historical person. Owing to his statesmanship, public spirit, and wide influence, the Marhattas appointed him Suba or Governor of the Province of Delhi." [۵۱]

شاہ نظام الدین احمدؒ نے جس دور میں صوبہ دہلی کی گورنری کے فرائض انجام دیئے ہیں وہ انتہا پُر فتن اور پُر آشوب دور تھا جس میں ملکی فلاح اور سیاسی مصالح کی خاطر سختی بھی قابلِ گرفت نہیں ہوسکتی تھی۔ مگر شاہ نظام الدین احمدؒ کے متعلق کسی بھی منصف مزاج مؤرخ کی ایسی تحریر راقم کی نظر سے نہیں گذری جس میں موصوف کو "ظالم" اور "جابر" بتایا گیا ہو۔

صاحب سیرۃ الصالحین نے موصوف کی انتظامی صلاحیتوں کو سراہتے ہوئے اُن کی درویشی کا بھی ذکر کیا ہے جس پر تصوف کا رنگ چڑھ جائے اُس سے ظلم و جبر کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔

مرزا ابراہیم بیگ چغتائی تحریر کرتے ہیں:۔

"شاہ صاحب درویش بھی تھے، منتظم بھی، شجاع افسر فوج بھی، ع

درویش صفت باش کلاہ تتری دار

آپ پر صادق تھا۔ آپ نے لیشونت راؤ بل کر کے دو حملوں کا جو اُس نے دہلی پر کئے بہ نفسِ نفیس شریکِ معرکۂ جنگ ہو کر مدافعہ کیا۔ آپ جامع اخلاقِ حسنہ تھے۔ مدبر، دوربین، کریم النفس، رحم دل، سخی، آپ کی داد و دہش زبان زدِ خاص و عام تھی"..... [۵۲]

---

[۵۱] The Life of Nawab S. Mohyuddin Khan. 1903 A.D.

[۵۲] ابراہیم بیگ چغتائی: سیرت الصالحین مطبوعہ آگرہ اخبار پریس آگرہ۔ ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء، ص ۱۰۰۔

غلام محی الدین شاہ صاحب تحریر کرتے ہیں :۔

"آپ کے عم معظم یعنی والد بزرگ کے بڑے بھائی حضرت شاہ نظام الدین صاحب عرف شاہ جی علیہ الرحمۃ، شاہ عالم ثانی بادشاہِ دہلی کے وزیر اور آپ کے والد صاحب نائب وزیر تھے۔ یہ ہر دو بزرگان اس اعزاز ظاہری کے ساتھ "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" کے مطابق شریعت و اتقا کے بھی پورے پورے پاس دار تھے" [۵]

شاہ نظام الدین احمدؒ (م ۱۲۲۲ھ) کا مزارِ مبارک دہلی میں درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ (م ۱۰۱۲ھ) کی مسجد کے صحن سے بالکل متصل جانبِ مشرق واقع ہے، اس پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اس پر یہ قطعہ کندہ ہے:۔

هو العفو الغفور

زبدۂ اربابِ عرفاں، قطب کامل، غوثِ دہر
آں کہ یزدانش نظام الدین احمد نام گفت
واصلِ خلد بریں گردید و سیّد سال آں
جائے او خلد بریں شد از سر الہام گفت

۱۲۲۲ھ

ایک "ظالم" کی قبر پر اس قسم کا کتبہ نہیں دیکھا گیا اور پھر وہ بھی اسی شہر میں جہاں وہ ظلم کیا کرتا تھا۔

ناقد گرامی حضرت شاہ نظام الدین احمدؒ کے تفصیلی حالات معلوم کرنا چاہیں تو مندرجہ ذیل کتب تاریخ کی طرف رجوع فرمائیں۔ سر جادو ناتھ سرکار نے اپنے متذکرہ بالا مکتوب میں ایک طویل فہرست منسلک کی تھی، یہ اسی میں سے چند کتابیں ہیں۔

۱۔ سدا سکھ : منتخب التواریخ — ۲۔ خیر الدین : عبرت نامہ
۳۔ محمد علی خاں : تاریخ مظفری — ۴۔ ہرسنگھ رائے : مجمع الاخبار
۵۔ امراؤ سنگھ : زبدۃ الاخبار — ۶۔ نواب محبت خاں : اخبار محبت

[۵] غلام محی الدین : جلوۂ خدا نما مطبوعہ بھوپال پریس، بھوپال۔ ص۔ ۹۔

۷۔ میر غلام علی : عماد السعادت ۸۔ میر غلام علی : نگارنامہ

۹۔ تاریخ سید رضا خاں ۱۰۔ تاریخ منولال

۱۱۔ غلام علی : شاہ عالم نامہ ۱۲۔ تاریخ جنگل کشور

۱۳۔ تاریخ ابراہیم خاں ؂۵۱

۴۴۔ میر فتح علی گردیزیؒ کی وفات کے بعد مسلسل بارہ برس تک شاہ غمگین کے ذکر و اذکار میں انہماک کے متعلق سنین کا تعیُّن، صاحبِ کیفیت العارفین کے بیان کی روشنی میں کیا گیا تھا جو محض اندازہ تھا۔ موصوف کی تاریخِ وفات کا راقم کو علم نہ تھا اس لئے صراحتاً نہیں لکھا گیا۔ دہلی کے زمانۂ قیام میں اسی غرض سے خود مزار پر حاضر ہوا تھا مگر دیکھا تو سرہانے کوئی کتبہ نہیں تھا۔ البتہ درگاہ سے متصل ایک مسجد ہے جس کے داہنے جانب ایک عمارت ہے اُس پر کتبہ لگا ہوا تھا جس پر یہ عبارت کندہ تھی۔

اتحاد منزل

الوقف لا یملک

"بفضل خدائے علّام و یُمن رسول خیر الانام ایں مکان درسگاہ اہلِ اسلام برزمین موقوفہ متعلقہ مزار فتح علی شاہ صاحب در سنہ یک ہزار و سہ صد و چہل ہجری بعطیۂ احنافِ اہل محلہ وغیرہ واقع بھوجلہ پہاڑی، دہلی، زینتِ تعمیر یافت"

یہ بات تحقیق طلب ہے کہ میر سید علی غمگین کے عم محترم اور شیخ میر فتح علی گردیزیؒ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے تذکرہ شعرائے ریختہ مرتب کیا تھا۔ محترمی ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی کی یہی تحقیق ہے کہ موصوف شاہ غمگیں کے شیخِ طریقت تھے۔ راقم نے استفسار کیا تھا جس کا موصوف نے یہ جواب مرحمت فرمایا:۔

سیّد فتح علی گردیزی وہی بزرگ ہیں جنھوں نے تذکرہ شعرائے ریختہ لکھا ہے۔ ؂۵۲

قاضی اختر جوناگڑھی (مرحوم) کا ایک مضمون بہ عنوان فتح اللہ گردیزی کراچی کے ایک رسالہ "دانشور" کے جولائی سنہ ۱۹۶۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ موصوف نے اس مضمون میں میر فتح علی الحسینی گردیزی کے جو

؂۵۱ ابراہیم بیگ چغتائی : سیرت الصالحین۔ مطبوعہ آگرہ اخبار پریس، آگرہ ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء ص۔ ۱۲، ۱۳

؂۵۲ مکتوب محررہ ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء

حالات لکھے ہیں ان کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

سیّد فتح علی الحسینی گردیزی خاندانِ سادات سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے بزرگ گردیز (افغانستان) سے ہندوستان آئے۔ میر قدرت اللہ قاسم نے آپ کا ذکر بطور پیر و مرشد اور ہادیِ طریقت کے کیا ہے۔ وہ صوفی تھے اور اپنے عہد کے مشائخ میں اُن کا شمار ہوتا تھا۔ شاعر بھی تھے حسینی تخلص کرتے تھے۔ ثناء اللہ فراق نے اُن کے انتقال کی تاریخ کہی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۲۴ھ میں اُنھوں نے وفات پائی۔ صاحبِ تصنیف تھے۔ مندرجہ ذیل رسائل ان کی تصانیف میں ہیں:-

۱۔ کشف الاستار فی معرفت الاسرار۔ ۲۔ مرآۃ عرفان۔ ۳۔ معرفت الفقر۔

۴۔ ابطال الباطل۔ ۵۔ نورِ ہدایت۔

ان پانچ رسالوں کے علاوہ اُنھوں نے فارسی میں ایک مختصر تذکرۂ شعرا بھی لکھا ہے جو تذکرۂ ریختہ گویاں کے نام سے ۱۹۳۳ء انجمن ترقی اردو نے شائع کر دیا ہے [۵]

مذکورہ تحریر سے یہ معلوم ہوا کہ میر فتح علی گردیزی خاندانِ سادات سے تھے، شیخ طریقت تھے شاعری کرتے تھے اور حسینی تخلص تھا۔ ۱۲۲۴ھ میں وفات پائی۔

یہ سب باتیں میر سیّد علی غمگین کے عمِ محترم میر فتح علی گردیزی میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے یہی وہ بزرگ ہیں جنھوں نے "تذکرۂ ریختہ گویان" لکھا ہے۔

موصوف کا قلمی دیوان کتب خانہ فقیر منزل گوالیار میں موجود ہے۔ یہ ۱۱۹۲ھ میں مرتب ہوا ہے۔ میر فتح علیؒ نے خود قطعۂ تاریخ لکھا ہے۔

حسینی بہ دیوان اشعار خود ز معنی و الفاظ دُرہا بسفت
بجستم چو تاریخ اتمام آں ولم انتخابِ حسینی بگفت

۱۱۹۲ھ

---

[۵] رسالہ دانشور (سہ ماہی) جولائی ۱۹۶۰ء ص ۱۰۰-۱۵۰ (کراچی)

ناقد گرامی نے نشترِ عشق کے حوالے سے میر فتح علیؒ کا سنِ وفات ۱۲۲۵ھ تحریر کیا ہے۔ جبکہ مرحوم قاضی اختر جوناگڑھی نے ثناء اللہ فراق کے حوالہ سے ۱۲۲۷ھ تحریر کیا ہے۔

اگر حضرت شاہ غمگینؒ کا سنِ ولادت ۱۱۶۷ھ تسلیم کیا جائے، جیسا کہ اکثر حضرات نے تسلیم کیا ہے اور جس کی بحث آئندہ آنے والی ہے، تو پھر حضرت میر فتح علیؒ کا سنِ وفات ۱۱۳۶ھ ہونا چاہئے کیوں کہ شاہ غمگین بقول خود ۲۹ سال کی عمر میں بیعت ہوئے یعنی ۱۱۳۶ھ میں اور صرف ایک سال یا آٹھ ماہ مستفیض ہونے کا موقع ملا اس کے بعد شیخ کا وصال ہو گیا۔ مگر اس پر کوئی محقق متفق نہیں۔

حضرت غمگینؒ نے مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) میں تحریر فرمایا ہے۔

"والحال کہ عمر بہ شصت سالگی رسیدہ"

مکاشفات الاسرار کا سن تالیف ۱۲۵۵ھ ہے اس لئے حضرت غمگینؒ کی ولادت ۱۱۹۵ھ میں ہونی چاہئے

دیباچہ دیوانِ مذکور میں شاہ غمگینؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

نقیر دوازدہ سال بود کہ والدم بہ عالمِ بقا رحلت فرمودہ بودند۔ چوں عمرم بست و پنج سالگی رسید بہ تحصیل علوم مشغولی ورزیدم وحینیکہ عمر بہ بست و نہہ سالگی رسید شبے درخواب دیدم کہ شخصے می گوید کہ ترا عمِ تو سیّد شاہ نظام الدین احمد قادری رحمۃ اللہ می طلبند"

اس خواب کو میر فتح علیؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ انھوں نے فرمایا:۔

"تعبیر ایں خواب ہمین است کہ ترا مبارک باد۔ بہ روز جمعہ بیشِ ما آئی۔ پس روز جمعہ حسبِ ارشاد رسیدم واز دولتِ بیعت وطریقہ فائز گشتم۔

متذکرہ بالا بیان کی روشنی میں جب کہ شاہ غمگینؒ کا سنِ ولادت ۱۱۹۵ھ فرض کیا جائے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ۱۲۰۷ھ میں شاہ غمگینؒ کے والد بزرگوار سیّد محمدؒ کا وصال ہوا۔ ۱۲۲۰ھ میں وہ تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور ۱۲۲۴ھ میں خواب دیکھا اور اسی سال میر فتح علی گردیزیؒ سے بیعت ہو گئے۔

جواہر نفیسہ کے دیباچۂ اوّل میں جو شاہ غمگینؒ کا ہے اس میں موصوف تحریر کرتے ہیں:۔

"وہشت ماہ ذخیرہ اندوزِ خدمت فیض موہبت شدم"[۵۱]

۵۱۔ غلام حسین: ارشاد الحسینی (قلمی) ۱۲۱۳ھ

اور مرأت الحقیقت کے دیباچہ میں یوں تحریر کرتے ہیں :۔

"یک سال در صحبتِ ایشاں فیض ہا بردم" [۵۱]

ان دونوں بیانوں سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ۱۲۲۵ھ تک شاہ غمگینؒ، میر فتح علیؒ کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور پھر اسی سن میں ان کا وصال ہو گیا۔ نشترِ عشق کے حوالے سے ناقدِ گرامی نے جو سنہ تحریر فرمایا ہے اس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ بہرحال یہ سنہ اس صورت میں محقق ہے جب کہ غمگینؒ کا سنہ ولادت ۱۱۹۵ھ فرض کیا جائے، مگر اب تک سب حضرات ۱۱۶۷ھ لکھتے آئے ہیں۔ اور اس کی چند معقول وجوہات ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

۵۔ حافظ میاں عبدالرزاق المعروف بہ میاں میرن علی المتخلص بہ رزاق (م ۱۲۸۴ھ) حضرت میر سید علی غمگین (م ۱۲۶۸ھ) کے فرزند اکبر تھے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ کے فاضل تھے۔ والد بزرگوار سے بیعت تھے۔ شاعر بھی تھے اور رزاق تخلص کرتے تھے۔ ان کا قلمی دیوان کتب خانہ نقیر منزل گوالیار میں موجود ہے۔ دیباچہ دیوان مذکور میں نسبت فرزندیت کا اس طرح اظہار کیا ہے :۔

"...... نقیر حقیر عبدالرزاق مشتہر بہ سید میران علی ابن جناب عرفان مآب، مرکزِ دائرۂ تحقیق، مخزنِ جواہرِ تدقیق، حضرت میر سید علی حسنی الحسینی القادری دہلوی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہ" [۵۲] الخ۔

۱۲۸۴ھ میں موصوف کا وصال ہوا۔ ان کے صاحبزادے سید نقیر محمد صاحب قادری (م ۱۳۱۲ھ) بھی شاعر تھے۔ تمکین تخلص کرتے تھے اور داغ دہلوی سے اصلاح لیا کرتے تھے۔ ان کا نامکمل قلمی دیوان کتب خانہ نقیر منزل گوالیار میں موجود ہے۔

سید عبدالرزاقؒ (م ۱۲۸۴ھ) نے اپنے قلم سے میر سید علی غمگین کی تاریخ ولادت یکم صفر المظفر ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۳ء تحریر کی ہے۔ اسی کو سب نے تسلیم کیا ہے۔ شاہ غمگین کے سیرت نگار میرزا ابراہیم بیگ چغتائی نے بھی یہی سنہ لکھا ہے:۔

"حضرت خدا نما حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت بلدہ شاہ جہان آباد

---

۵۱ سید علی غمگین : مرأت الحقیقت (قلمی)، ۱۲۵۷ھ

۵۲ سید عبدالرزاقؒ : دیوان اردو (قلمی)

(دہلی)، میں بہ سال نیک فال ۱۱۶۷ھ ہجری ظہور میں آئی"۔ ۵۱

صاحب جلوۂ خدا نما نے شاہ غمگین کا سال ولادت ۱۱۶۷ھ تحریر کیا ہے:۔

حضرتِ خدا نما نے ۱۱۶۷ھ میں بمقام شاہ جہان آباد (دہلی) اپنے قدوم میمنت لزوم سے دایرہ ہستی کو منور کیا۔ ۵۲

شاہ غمگین نے دیباچہ مکاشفات الاسرار میں تحریر فرمایا ہے:

والحال کہ عمر بہ شصت سالگی رسیدہ انچہ کہ واردات بر سن غالب بودند موافق آں ہا دیوانِ دیگر...... ترتیب دادم الخ۔ ۵۳

اس بیان سے جیسا کہ عرض کیا گیا یہ مستفاد ہوتا ہے کہ موصوف کی ولادت ۱۱۹۵ھ میں ہوئی تھی۔ ناقد گرامی نے مذکورہ بیان سے ۱۱۹۳ھ مستفاد کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ کیوں کہ یہ تحریر مخزن اسرار (۱۲۵۳ھ) کے دیباچہ میں نہیں ہے بلکہ مکاشفات الاسرار کے دیباچہ میں ہے جس کا سنہ تالیف ۱۲۵۵ھ ہے۔

بہر حال اگر سنہ ولادت ۱۱۹۵ھ صحیح تسلیم کر لیا جائے تو سید عبدالرزاق (م۔ ۱۲۸۲ھ) کا نوشتہ سنہ یعنی ۱۱۶۷ھ غلط ثابت ہوتا ہے۔ حالاں کہ ان کا بیان قابلِ اعتبار ہے کیونکہ وہ شاہ غمگینؒ کے فرزند تھے۔ اسی لئے محترم ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی نے بھی ۱۱۶۷ھ تحریر کیا ہے اور راقم نے بھی یہی سنہ تحریر کیا ہے۔ مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) میں لفظ "شصت" کو کاتب کا سہو تصوّر کیا گیا۔ ۱۱۶۷ھ سال ولادت تسلیم کیا جائے تو مکاشفات الاسرار کی تدوین کے وقت شاہ غمگینؒ کی عمر ۸۸ سال ہونی چاہیے۔ اس لئے "شصت" کے بجائے "ہشتاد وہشت" ہونا چاہیئے تھا۔ ممکن ہے کہ بعد میں "ہشت" رہ گیا ہو اور پھر اس کا "شصت" بن گیا ہو۔ بہر حال خود شاہ غمگینؒ کے فرزند اکبر نے موصوف کا سنہ ولادت ۱۱۶۷ھ تحریر کیا ہے۔ لیکن اگر میر فتح علیؒ کا سنِ وفات ۱۲۲۵ھ محقق ہو جائے تو پھر سالِ ولادت ۱۱۹۵ھ ہی ہوگا۔

---

۵۱ ابراہیم بیگ چغتائی: سیرت الصالحین، مطبوعہ آگرہ پریس، آگرہ ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء۔ ص۔ ۱۹

۵۲ غلام محی الدین: جلوہ خدا نما۔ مطبوعہ بھوپال پریس، بھوپال۔ ص۔ ۹۔

۵۳ سید علی غمگین: مکاشفات الاسرار (قلمی) ۱۲۵۵ھ

کتب خانہ غلام یسین۔

۶۔ خود شاہ غمگینؒ (م ۱۲۶۸ھ) نے دیباچہ مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) میں میر فتح علی گردیزی (م ۱۲۲۴/۲۵ھ) کو "عم" لکھا ہے۔ چنانچہ جب آپ نے اپنا خواب میر محمد حسین خاں سے بیان کیا تو:۔

سن کر کہنے لگے کہ مناسب یہ ہے کہ تم اپنے "عم" معظم واقف اسرار خفی و جلی جناب سیّد فتح علی صاحب رضوی گردیزی کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا عرضِ حال کرو۔"

جواہر تغیبیہ کے دیباچہ اول میں تحریر کرتے ہیں :۔

"می گوید سیّد علی ابن سید محمد.... کہ مدت سنی سال ایں شکستہ بال بہ عمر آشفتگی تلف کردہ بچشم عبرت ملاحظہ احوال خود نمودہ متفحص صحبت فیض برکت ...... سید فتح علی حسنی الرضوی الگردیزی ثم الشاہ جہان آبادی قدس اللہ روحہ کہ "عموی" بندہ بودند استدعائے بیعت و تربیت ارشاد نمودم، قبول فرمودند" [۵۱]

شاہ غمگینؒ کے خلیفہ سید ہدایت النبی نے بھی "عم" لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :۔

حضرت سیّد علی عرف حضرت جی صاحب اول مرید و خلیفہ "عم" خود حضرت سیّد فتح علی حسینی کہ ختم زمانہ خود بودند، ..... شدند" [۵۲]

صاحب کیفیت العارفین نے بھی "عم" لکھا ہے، وہ تحریر کرتے ہیں :۔

......" از مشورہ میر محمد حسین بن محمد انور خاں پیش "عم" خود سیّد فتح علی شاہ قادری حاضر شدند" [۵۳]

خواجہ غلام محی الدین نے میر فتح علی گردیزیؒ کو شاہ غمگینؒ کو رشتہ کا چچا بتایا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے :۔

" بالآخر اپنے محب خاص .....کے مشورہ سے یہ خواب اپنے رشتہ کے چچا حضرت قبلہ سید فتح علی شاہ صاحب سے بیان کیا" [۵۴]

بہرکیف یہ بات محقق ہے کہ میر فتح علی گردیزیؒ شاہ غمگینؒ کے چچا تھے ۔ (باقی) ۔

---

[۵۱] غلام حسین : ارشاد الحسینی (قلمی) ۱۲۱۲ھ [۵۲] سیّد ہدایت النبی : رسالہ برائے تعلیم بندیان (قلمی)
[۵۳] عطا حسین :۔ کیفیت العارفین نسبت العاشقین مطبوعہ منشی پریس۔ پٹنہ ۱۳۵۰ھ ص ۲۱۹
[۵۴] غلام محی الدین : جلوۂ خدا نما مطبوعہ بھوپال پریس۔ بھوپال۔ ص ۱۰